سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن پاکستان رجسٹرڈ لاہور ۵۱

شہادت زارِ کربلا

(دوسرا ایڈیشن)

از افادات

کار سید العلماء علامہ الحاج سید علی نقی النقوی
مجتہد العصر مدظلہ

قیمت ا

امامیہ مشن پاکستان

کے سلسلہ اشاعت کا اکانواں گراں قدر کتابچہ شہادت زارِ کربلا آپ کے پیش نظر ہے
یہ سرکار سید العلماء علامہ سید علی نقی النقوی صاحب قبلہ مجتہد العصر مدظلہ العالی کی اس
بلند پایہ تقریر پر مشتمل ہے جو آل انڈیا ریڈیو لکھنؤ سے "شام غریباں" نشر ہوئی اور جس کو
امامیہ مشن لکھنؤ نے بصورت رسالہ شائع کیا تھا۔ ہمارے لیے یہ امر باعث فخر ہے
کہ افرادِ ملت نے اس کتابچہ کو بڑا پسند فرمایا ہے۔ چنانچہ نہایت قلیل عرصہ میں دوسرا
ایڈیشن شائع کیا جا رہا ہے۔

اس کتابچہ میں سرکار سید العلماء مدظلہ نے جس قدر دردناک پیرایہ میں شہادت زارِ کربلا
کی تصویر کشی ہے پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے ہمیں یقین ہے کہ سنگدل سے سنگدل انسان
بھی اسکو پڑھتے وقت اپنے آنسوؤں کو ضبط نہ کر سکے گا۔ کیونکہ ہو سرکار ممدوح دورِ
حاضرہ کی وہ واحد شخصیت ہیں جنکی طرز تحریر کی جدت آفرینی کے اپنے بیگانے سبھی قائل ہیں
آج کل ہمارے پاکیزہ مسلک کے خلاف بہت زیادہ غلط فہمیاں پھیلائی
جا رہی ہیں اور حسین مظلومؑ کے خونِ ناحق پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوششیں جاری
ہیں ایسے حالات میں تحفظِ دین اور تبلیغ حسینیت کے لیے تبلیغی لٹریچر کی مفت
تقسیم حد درجہ لازمی ہے۔ امامیہ مشن پاکستان نے کربلا کی عظیم قربانیوں کی نشر و اشاعت
کے لیے حسینی فنڈ قائم کیا ہے معطی حضرات کو رقم عطیہ سے دوگنی قیمت (بلا
منہائی اخراجات ڈاک) کے رسائل قبل از محرم بھیجے جاتے ہیں تاکہ مجالس اور
جلوس ہائے کے ہمراہ مفت تقسیم کیے جا سکیں افراد ملت بالخصوص ہر شیعہ انجمن
سے ہم پرزور درخواست کرتے ہیں کہ وہ حسینی فنڈ کو کامیاب بنا کر ثواب دارین
حاصل کریں۔

نومبر ۱۹۵۹ء

جنرل سیکریٹری امامیہ مشن پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کس کے دل میں اتنی طاقت ہے کہ وہ آج شہادت زارِ کربلا کی سیر کرے۔

ایک دِل الجھانے والی خاموشی ہے ایک دم گھٹانے والی اداسی، وہ قافلہ جو دوسری محرم کو اس سرزمین پر اترا تھا، آج اپنا اسباب باندھ کر چلا جا چکا ہے۔ اس لیے سناٹا چھایا ہوا ہے۔ یقیناً یہ منظر دل ہلا دینے والا ہے۔ مگر انسان بھی عجیب چیز ہے وہ ہر نئے حادثہ کی کیفیتیں دیکھنے کا خواہشمند ہوتا ہے۔ چاہے بعد میں اس کو تکلیف بھی پہنچے پھر بھی وہ واقعات ضرور معلوم کرتا ہے۔ جب ایسا ہے تو ذرا دل مضبوط کر کے میرے ساتھ چلو اور کربلا کے مختلف مناظر کی اسوقت سیر کرو۔

وہ دیکھو ایک بیشمار خیموں اور چھولداریوں کا سلسلہ جن میں سے اکثر میں چراغ روشن ہیں اور وہ بہت سے خیموں کے جھرمٹ میں ایک بڑا خیمہ جس میں تیز روشنی ہے ضرور یہ روشنی تمہاری نگاہ کو سب سے پہلے جذب کریگی۔ اسلیے چلو یہاں دیکھ لیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ یزیدی فوج کے سالار عمر سعد کا خیمہ ہے۔ جہاں اسوقت فتح کی خوشیاں منائی جا رہی ہیں۔ تمام بڑے افسر جمع ہیں پیغمبر اسلامؐ کے نواسےؑ کا تین دن کی بھوک پیاس میں خنجر ظلم سے گلا کاٹنے والے اپنے کارنامے پر ناز کر رہے ہیں اور ایک ایک شہید کی شجاعت کے تذکرہ کے ساتھ اس کے قتل کرنیوالے کی تعریفیں ہو رہی ہیں۔ اگرچہ سیکڑوں زخموں سے اسوقت زخمیوں کی کراہ کی آواز اور بیسیوں سے مقتولین کے غم میں نالہ و شیون کی آوازیں بھی بلند ہیں مگر نتیجہ کی کامیابی نے کانوں کو اس طرح کی آوازوں سے بند کر دیا ہے۔ اور شراب ناب کے دور کے ساتھ فتح و ظفر کا نشہ سب کو بیخود بنائے ہوئے ہے۔ یقین ہے کہ تم سینہ میں ایک شریف انسانی دل رکھتے ہو اس لئے اس منظر کو دیکھکر خوشی میں

شریک ہونے کے بجائے نفرت و حقارت کے جذبات محسوس کرنے لگو گے۔ تمہارا ضمیر ملامت کرے گا۔ اور تمہاری انسانیت چیخ اٹھے گی۔ بھلا وہ فتح بھی کوئی فتح ہے جسے کم از کم تیس ہزار کی فوج بہتر بھوکوں اور پیاسوں کے مقابلہ میں اپنے لاتعداد سپاہیوں کو کھو کر جنگ مغلوبہ سے حاصل کرے۔ وہ بہتر جن میں سب لڑنے کے قابل بھی نہ ہوں بلکہ ان میں اسی برس کا بڈھا اور چھ مہینہ کا بچہ بھی داخل ہو۔ کیا اسی فتح پہ ناز کرنا انتہا درجہ کی کم ظرفی اور پست نگاہی نہیں ہے؟ کیا یہ فتح حقیقتاً فتح ہے۔ نہیں نہیں وہ شکست ہے جس کی گرد مذلت اس فوج اور اس کی ظالم حکومت پر ہمیشہ کے لئے چھائی رہے گی۔

یہ خیالات یہاں کے طرب و نشاط کے سامان خوشی و مسرت کے شادیانوں اور ناؤ نوش کی داد چیوں کو ایک حساس دل کے لیے کیف بنا دیتے ہیں۔ جی گھبرانے لگتا ہے۔ اور بیساختہ دل چاہتا ہے۔ کہ یہاں سے نکل کر میدان کی کھلی ہوا میں سانس لیکر غم غلط کیا جائے۔ وہ دیکھو نہر فرات لہریں لے رہی ہے۔ پانی دور سے نظر آرہا ہے۔ کیونکہ راستہ صاف ہے۔ وہ پہرہ جو تین دن سے اس پانی پر بیٹھا ہوا تھا اٹھ چکا ہے۔ وہ ہزاروں سپاہیوں کے پہرے جو دن رات جمے رہتے تھے آج ہٹائے جا چکے ہیں اس لیے کہ وہ شبیر جن کے نیم جان بنانے کے لیے پانی کی بندش ہوئی تھی لڑ بھڑ کر ساحلِ فنا کے اس پار پہنچ چکے ہیں۔

دریا کا کنارہ پریشان دل کے سکون کے لیے بہترین جگہ ہے۔ مگر دریا کے ساحل پہ خون کی بو آرہی ہے۔ موت کے قدموں کے نشان ہر طرف نظر آتے ہیں کسی شیر کے نعروں کی صدا ابتک گونج رہی ہے گرے ہوئے خون کا سلسلہ رہنمائی کرتا ہوا آگے لے جاتا ہے۔ قدم ٹھٹکتے ہیں، دل دھڑکتا ہے ایک نامعلوم رعب کا احساس دور باش کی صدا دیتا ہے

غور سے دیکھو تو معلوم ہو گا کہ ترائی میں ایک شیر آرام کر رہا ہے جس کے گرد وپیش بہت دور تک ساحل کی تمام بالو خون سے گندھی ہوئی ہے جسم تمام زخموں سے چور ہے۔ سر شگافتہ ہے۔ ہاتھ دونوں جسم سے جدا ہیں مگر کٹے ہوئے ہاتھ کے شانہ میں مشک کا تسمہ اب تک پھنسا ہوا ہے۔ وہ مشک جس میں سوراخ ہے۔ اور اسکا پانی تمام بہہ چکا ہے جس نے بہادر کے جسم سے بہے ہوئے خون کی روانی میں اضافہ کر کے زمین مقتل کو دور تک رنگین بنا دیا ہے۔ ڈھال تو بہت دور پڑی ہے۔ مگر تلوار دہن کے قریب ہے۔ جھنڈا جو ہواؤں میں لہرا رہا تھا۔ وہ اب زمین پر ہے مگر بہادر کا سینہ علم کا اب بھی محافظ ہے

یہ ہے علیؑ کا شیر، حسینؑ کا قوت بازو اور علمدار، پیاسی سکینہؑ کا سقا، قمر بنی ہاشم عباسؑ جو حسینی فوج کا سب سے آخری سپاہی تھا۔ جس نے سب سے آخر میں حسینؑ سے اجازت جہاد طلب کی مگر امامؑ نے پھر بھی لڑنے کی اجازت نہیں دی۔ فقط بچوں کی پیاس بجھانے کیلئے پانی کی سبیل پیدا کرنے کا حکم دیا۔ وفادار عباسؑ کی یہ یادگار کامیابی تھی۔ کہ وہ فوج کا پہرہ ہٹا کر مشک میں پانی بھر لینے میں کامیاب ہوئے مگر افسوس کہ بھری ہوئی مشک لیکر خیمہ تک پہنچنا ممکن نہ ہوا تیر نے مشک کو چھید کر تمام پانی بہایا اور عباسؑ نے سیکڑوں زخم کھا کر اپنے جسم کا تمام خون بہا دیا عباسؑ مشک و علم کے ہوتے ہوئے بھی دشمن کے احساس میں بے بس نہیں تھے۔ آخر دونوں ہاتھ جدا کر دیئے گئے مگر پھر بھی عباسؑ جب تک خود گھوڑے سے نہیں گرے علم کو زمین پر نہیں گرنے دیا۔ مگر وہ علم اس کے بعد بھی حقیقت میں گرنے نہیں پایا۔ آج ہزاروں علم اسی ایک علم کی یاد میں ہزاروں کے کاندھوں پر اٹھ رہے ہیں۔ اور ہر تعزیہ خانہ میں حسینؑ کے نام ضریح تو ایک ہوتی ہے۔ مگر علم کثرت کے ساتھ نصب ہوتے ہیں یہ اشارہ ہے اس کا کہ عباسؑ گو دنیا میں نہ رہے مگر ان کا علم آج تک اونچا ہے اور

ہمیشہ اونچا رہے گا، کیونکہ حق کا جھنڈا کبھی سرنگوں نہیں ہوتا۔

یہ منظر یقینی اگر ایک طرف دل میں جوش، ولولہ، حق پر مر مٹنے کا حوصلہ پیدا کرتا اور رگوں میں خون کی روانی بڑھاتا ہے۔ تو دوسری طرف ایک ایسے بہادر کی لاش کا یہ جان فرسا عالم دل کی رگیں بھی توڑنے لگتا ہے۔ بے ساختہ آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں وہ آنسو جو بزدلی کے نہیں بلکہ بہادری کی قدر و قیمت کے احساس کا نتیجہ ہیں اور عزم و ہمت کی آگ کو افسردہ نہیں بلکہ اس کی شعلہ افروزی میں اور اضافہ کرتے ہیں

دل تو چاہتا ہے کہ حسرت کے اسی ایک منظر میں غرق ہو جائے مگر ساحل کی بلندی سے صحرا کا گلگوں تختہ صاف نظر آتا ہے اور نگاہ کو کشاں کشاں اپنی طرف لے جاتا ہے یہاں کوئی ایک ہی مرقع نہیں ہے جو توجہ کا مرکز بن سکے بلکہ سچ مچ "شہادت زار" تو یہی جگہ ہے۔ دور تک لہو کا چھڑکاؤ ہے۔ جا بجا خون کے تھالے بندھ گئے ہیں۔ ٹوٹے ہوئے نیزے، شکستہ تلواریں، کٹے ہوئے تیروں کے انبار ہیں جو ادھر ادھر لگے ہوئے ہیں دشمنوں کے سر ہزاروں کی تعداد میں زمین پر لڑھک رہے ہیں اور لاشے بھی بہت دور تک نظر آتے ہیں۔ ان سب کے بیچ میں بہتر[۷۲] یا زیادہ سے زیادہ سو سوا سو نورانی مجسمے خاک و خون میں آلودہ اس عالم میں ہیں۔ کہ کسی کا جسم تیروں سے چھلنی ہے۔ کسی کا سر گرز سے شگافتہ ہے۔ کسی کا پہلو خنجر سے چاک اور کسی کا سینہ نیزہ سے فگار ہے۔

ان میں ساٹھ، ستر اور اسی برس تک کے بڈھے، ۱۸ سے لے کر ۳۵ برس تک کے جوان اور گیارہ بارہ برس کے کمسن بچے بھی ہیں ہاشمی خاندان کے جوانوں بلکہ بچوں تک کی سج دھج سب سے الگ ہے۔ ان میں ایک چاند کا ٹکڑا تلوار کا پھل کھائے اس شان سے پڑا ہے۔ کہ عمامہ کے پیچ خون سے رنگین ہو کر لٹک آئے ہیں۔ اور اس حسینؑ

چہرے پر سہرے کی طرح چھلے گئے ہیں۔ ہاتھوں میں خون کی مہندی اور سینہ پر زخموں کی بدھی ہے۔ یہ ہے حسنؑ کا یتیم اور حسینؑ کا عزیز بھتیجا قاسمؑ، جسے رخصت کرتے وقت امامؑ نے مرحوم بھائی کی وصیت کو پورا کرتے ہوئے اپنا داماد بھی بنا لیا تھا کربلائے معلی میں خیمہ گاہ کے اندر ان کی یادگار میں حجلۂ عروسی بنا ہے اور ہندوستان میں انکی یاد میں ساتویں تاریخ مہندی اٹھتی ہے

انہی کے پاس اٹھارہ برس کے کڑیل جوان کا لاشہ ہے جس کے سہرے کے پھول کھلنے کی نوبت نہ آئی۔ یہ علی اکبرؑ ہیں جنہیں حسینؑ اس لیے بہت عزیز رکھتے ہیں کہ وہ ہو بہو رسول اللہ کی تصویر تھے ان کے رخصت ہوتے وقت حضرت امام حسینؑ نے اپنے خالق کو گواہ کرکے کہا تھا۔ کہ جب ہم زیارت رسولؐ کے مشتاق ہوتے تھے تو اس کے چہرہ کو دیکھ لیتے تھے آج کے خوش عقیدہ مسلمان شبیہہ نعلین رسولؐ کی بھی جو کاغذ پر بنی ہو عزت کرتے ہیں مگر افسوس وہ کیسے مسلمان تھے جنہوں نے خود رسولؐ کی جیتی جاگتی ہوئی شبیہہ کا خیال نہ کیا وہ حسین اور مقدس جسم تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

علی اکبرؑ کو دیکھتے ہی دل میں علی اصغرؑ کا خیال آتا ہے۔ وہ چھ مہینہ کا بچہ جسے حسینؑ نے قربانگاہ شہادت میں سب سے آخر میں پیش کیا تھا جو پیاس سے جاں بلب تھا مگر پیاس اس کی پانی سے نہیں بلکہ پیکان تیر سے بجھائی گئی۔ ان کی لاش تلاش کرنے پر بھی شہیدوں میں نہیں ملتی۔ ہاں زمین پر ایک چھوٹی سی قبر بنی ہوئی ہے۔ یہ اصغرؑ کی تربت ہے اس بچہ کو خود امام حسینؑ نے شہادت کے بعد ہی دفن کر دیا تھا۔ شاید اس لئے کہ امت رسولؐ کا یہ جرم اتنا سنگین تھا۔ کہ فرزند رسولؐ کی انسانی غیرت کو خود اس منظر کے سامنے رہنے سے شرم دامنگیر ہوتی تھی

سب سے آخر میں نگاہ نشیب کی طرف جاتی اور وہیں ٹھہر جاتی ہے۔ یہاں ایک

تقدس کا ماہ پیکر، نورانی شعاعوں کا خزانہ خونین شفق کے اندر چمکتا ہوا سورج، ایک بے سر تن جس کا لاشہ ایسا پڑا ہوا ہے جس کا سر پہلے ہی جدا ہو چکا ہے۔ اس لیے صورت سے تو پہچانا نہیں جا سکتا۔ مگر زخموں کی کثرت بتلاتی ہے کہ تمام حربوں کا اصلی مقصد اور عداوتوں کا آخری مرکز یہی تھا۔ شکستہ کمر ظاہر کرتی ہے کہ یہ وہ ہے جس کا برابر کا بھائی مار ڈالا گیا بازو تیر سے چھدا ہوا خبر دیتا ہے۔ کہ وہ ہے جس کے ہاتھوں پہ چھ مہینہ کا بچہ نشانۂ تیر ستم ہوا خون سے رنگین ہاتھ پتہ دیتے ہیں کہ وہ ہے جس نے بے شیر کا خون چہرہ پر مل لیا تھا۔ سینہ پر کشادہ گھاؤ اور پشت کے پار اس کا نشان بتلا رہا ہے کہ وہ ہے جس کے سینہ پر تیر پڑا تو سامنے سے نکل نہ سکا۔ آخر پشت کی جانب سے اسے کھینچا اور سینہ سے خون پرنالے کی طرح جاری ہوا جسم کے پارہ پارہ ٹکڑے اس کی دلیل ہیں کہ وہ ہے جس کا جسم بعد شہادت گھوڑوں کے سموں سے پامال کیا گیا۔

ان خصوصیات سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ شرافت کی جان، انسانیت کی روح، صداقت کا مجسمہ پیغمبر اسلامؐ کی نشانی علیؑ کا فرزند حسینؑ جو کربلا کے مجاہدین کا سر گروہ اور اس ہمیشہ یاد رہنے والے کارنامہ کی مرکزی شخصیت ہے جس نے جان دے دی مگر حق و صداقت پر آنچ نہ آنے دی جس نے عزت اسلام پر اپنی ہر چیز قربان کر دی اور بقول خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کلمہ لا الٰہ الا اللہ کی از سر نو بنا قائم کر دی۔

آج ہر سال دنیا کے تمام مشرق و مغرب میں محرم میں ان ہی کا سوگ منایا جاتا ہے اور ان ہی کی یاد ہے جو مختلف اندازوں پر برابر تازہ کی جاتی ہے اور تیرہ صدیوں سے ہر سال کے بعد دوسرے سال اس میں اضافہ ہی ہوتا رہتا ہے۔

ناشر :- جنرل سکریٹری امامیہ مشن پاکستان اردو بازار لاہور ۲